OPEN ACCESS
Iḥyā ʾal ʿulūm
ISSN (Online): 2663-6263
ISSN (Print): 2663-6255
www.joqs-uok.com

Iḥyā ʾal ʿulūm, Vol.:24, Issue:1, Jan-June 2024
PP: 62-71

غازی الجمل کی شاعری میں اسلامی رجحان (تحقیقی جائزہ)

Islamic Tendencies in the Poetry of Ghazi al-Jamal (A Research Review)

Dr. Lubna Farah
Assistant Professor, National University of Modern Languages, Islamabad
shahidnaeem52@gmail.com

Muhammad Khurram Shahzad
Lecturer, Dept of Arabic, AIOU, Islamabad
ahmad.raza@aiou.edu.pk.

Abstract

This paper illuminates the Islamic essence present in the poetry of Jordanian poet Ghazi Al-Jamal, showcasing how it enhances the beauty, elegance, and sincerity of passion within his works. It delves into various elements, including an introduction, Ghazi Al-Jamal's sources of Islamic inspiration in his poetry (drawing from the Glorious Qur'an, the Sunnah of the Prophet, and Islamic history), the thematic exploration of Islamic motifs in Al-Jamal's poetry, and a concluding reflection. The significance of this research lies in its exploration of an aspect of Ghazi Al-Jamal's poetry previously overlooked by scholars, demonstrating that the Islamic essence within his verses not only exists but also represents a distinct Islamic literary trend. The study reveals that the poet addresses the imperative of correct belief, seeks to inspire societal change, confronts various forms of injustice, and responds to proponents of Westernization. Additionally, Al-Jamal tackles social and political issues, articulating the struggles, concerns, and grievances of his people while vehemently opposing injustice and tyranny. Through his poetry, he advocates for his people and country, fostering a spirit of resistance rooted in a genuine Islamic worldview driven by love for Islam. This study employs a descriptive analytical approach to meticulously examine the interplay between Islamic themes and poetic expression within Ghazi Al-Jamal's body of work.

Keywords: *Islam, Islamic Sense, Poetry, Ghazi Al-Jamal*

CC BY

نوٹ: موضوع سے متعلقہ بنیادی مراجع عربی زبان میں ہونے کی وجہ سے عربی زبان کے مصادر سے استفادہ کیا گیا ہے۔

ابتدائیہ:

ادب کا راستہ بہت وسیع ہوتا ہے جو انسانیت کے ساتھ مضبوط رشتے بناتا ہے، کیونکہ ہم اپنے جذبات کو شاعری میں بیان کرتے ہیں، اور خصوصی طور پر اسلامی ادب کا بہت بڑا مقام اور عظمت ہوتی ہے، کیونکہ وہ اپنی خصوصیات اور مبادی کے تعلیمات سے اپنے افکار اور نظریات کو مستنبط کرتا ہے۔

ہمارے ممدوح شاعر غازی الجمل[1]، اسلامی دعوت کے شاعر ہیں، جو اپنی شاعری میں اسلامی اصول اور اقدار کی قیمتوں کی وضاحت کرتے ہیں، ان کی شخصیت اسلام کا آئینہ بن چکی ہے، جو اب اسلام کے نظریات، اقوال اور کام کے منبع بن گئے ہیں، جنہوں نے اپنے دل میں افکار کو روشن کیا، اور اپنی دعوت اور علم کو اپنے ارد گرد لوگوں میں پھیلایا۔[2]

ادبی اور نقادانہ مطالعات میں شاعر کی اہمیت کم ہوتی ہے، اور انہیں درست حق دیا نہیں جاتا، لہٰذا ضروری ہے کہ ان کی فنی بلندیوں پر روشنی ڈالی جائے اور ان کی ادبی مواد کی توجہ اس ادبی دنیا کے سامنے رکھی جائے، جو انسانیت اور زندگی کی خدمت میں استعمال کی جاتی ہے۔ ان کی شاعری نے انسانی جذبات کو جگایا، سوچ کو پختہ کیا، اور ان کی شاعری نے ان کی آنکھوں میں وہ احساس پیدا کیا جو ان کے شعروں میں محسوس ہوتا ہے، جب میں نے ان کی اسلامی شاعری کی دیوان پڑھے تو میں نے ان کی اصولوں اور بنیادوں کی جانب سے اپنی زندگی کی ہدایت کی امید پائی۔

شاعر نے انسانیت اور ممالک پر جاری ظلم کو مکمل طور پر ناپسند کیا، اور انہوں نے قوموں کو جگایا، اور مقاومت کی روح فروز کردی۔ شاعر کی اصل میں شفافیت اور عدلیہ کی بات کی جاتی ہے، اور وہ ہر انسان کی طرح اپنی قوم کی ہر ایک شخص کی ذمہ داریوں کا احساس کرتا ہے۔ ان کی شاعری کی اہمیت معانی پر مبنی ہوتی ہے اور ان کی شاعری میں کوئی طنز یا پراسراری نہیں ہوتی۔

تعارف:

ہم شاعر کی زندگی کا خلاصہ ان کے اقوال کی روشنی میں دیکھتے ہیں۔ 1948 کی ناکامی کے بعد میرے والد ضلع اللد کے گاؤں جمزو سے نابلس منتقل ہوگئے۔ وہ ان ادبی شخصیات میں سے مشہور تھے، جنہوں نے شاعری، خطابت، اور ڈراما نگاری کی، اور مختلف ڈرامے لکھے اور ان کا انتظام کیا، جیسے "**موقعہ الیرموک**" جو انہوں نے قدس میں منعقد کیا، 1948 سے پہلے۔ انہوں نے "**نضال الجزائر**" اور "**نضال فلسطین**" جیسے ڈرامے بھی لکھے۔ والد کے غزہ منتقل ہونے کے ساتھ ہی، میری پیدائش ہوئی، اور جب میری تین سال کی عمر ہوئی، میں اکیلے باہر نکلا اور ایک عرب قبیلے کے لوگوں نے مجھے پکڑ لیا اور میں ان کے ساتھ کچھ وقت گزارا، والد مجھے سرسبز میدانوں اور ندیوں کے کنارے لے گئے، جب تک انہوں نے ان سے ملاقات کی، اور میں ان کے بچوں کے ساتھ اکثر ان کے گھر آیا، جو "**ابو غانم**" کہلاتے تھے۔

سال 1954 میں، میرے والد اردن منتقل ہوگئے، جہاں انہوں نے مدرس کی طرح کام کیا۔ میں نے زرقاء کے ایک اسکول میں داخلہ لیا اور زرقاء ثانوی اسکول سے اپنی کلاس میں اعلی درجہ حاصل کیا۔ میں نے یوگسلاویا میں داخلہ لیا اور انجینئرنگ کی پڑھائی کی، اور انجینئرنگ کی شاخوں میں اختصاصی تعلیم حاصل کی جو جامعہ المعمورہ میں انجام دی گئی۔

سال 1989 میں، میں نے ایک برقی اور الیکٹرانکس کی کمپنی میں انجینئر کے طور پر کام شروع کیا، پھر نیویارک جاکر تجارت میں مشغول ہوگیا اور کئی سال تک وہاں کام کیا۔ بعد میں ملک واپس آیا اور تجارت کی فیلڈ میں کام شروع کیا اور آج تک جاری ہے۔

شاعری میرے لئے ہمیشہ اہم رہی ہے، میں خوابوں کی شاعری اور احساساتی شعر کو پسند کرتا ہوں، اور میں اپنے والد کے سیکھے ہوئے انقلابی اسلوب کو پسند کرتا ہوں۔ میری شاعری کی شروعات ابتدائی مرحلے میں ہوئی اور جب میں پرائمری سکول میں تھا، تو میرے انگلش کے اساتذہ نے میری تعلیم میں بہت مدد کی۔ وہ مجھے پڑھنے کی عادت دینے میں مدد کرتے تھے اور کہتے تھے "یہ وہ طالب ہے جو کلاس میں پڑھنے کا فن جانتا ہے" اور وہ مجھے "شاعر" کہتے تھے جب میں اپنی ابتدائی قصائد لکھتا تھا۔

میرا ایک دیوان مطبوعہ ہے جس کا عنوان "**دمع الیراع**" ہے اور دو دیوان "**نفح الطیب**" اور "**قنادیل العرش**" زیرِ طبع ہیں۔

میں مختلف ادبی اور فنی اداروں کے رکن رہا ہوں، مثلاً: **جمعیہ الکتاب الاسلامی** کا نائب صدر، **الھیئۃ الاداریۃ لرابطۃ الادب الاسلامی** کا رکن، زرقاء میں اسلامی مرکز کا رکن، ج**مزو** کی فلاحی انجمن کا نائب صدر، اسلامی تربیتی کتب کی انجمن کا رکن، اور رکن برائے تنظیم جوانانِ اردن۔

غازی الجمل شاعر کا انتقال 12/10/2010 کو ہوا۔[3]

شاعری عربی ثقافت میں اہمیت رکھتی ہے اور اس کا خاص مقام ہے۔ شاعری کو عربوں کا دیوان کہا جاتا ہے، جیسا کہ ابن رشیق القیروانی نے کہا: "عرب لڑکے کی پیدائش، گھوڑیوں کے بچے پیدا کرنے یا ایسے شاعر پر مبارک باد دیتے ہیں جس میں ان کی شان ہو"۔[4]

اور کہا جاتا ہے: "عربوں کی جاہلیت کے دور میں شاعری ان کی فہم کا اہم دیوان، ان کی حکمت کا اختتام، اور ان کی سیرت کا بنیاد ہے، بلکہ وہ اس سے کام لیتے ہیں، اور اسی کی روشنی میں سے فیصلہ کرتے ہیں"[5]، لہٰذا عربی شاعری عرب کی سوچ اور ثقافت کا عکس ہے جو جنگ اور امن میں ظاہر ہوتی ہے، اور ہم نے اس تاثیر کو مذہبی نغموں اور قدیم افسانوں میں بھی دیکھا ہے۔[6]

اسلام کے آنے کے بعد جو تغیرات ہوئے انہوں نے عرب معاشرے کی اہم برائیوں کو براہ راست دور کیا۔ جیسے کہ شراب کی پینے، خواتین کے ساتھ بد سلوکی کو ختم کیا گیا۔ اس کے علاوہ عربوں کے اصول اور قدیم فروغ دیے گئے۔ شعر بھی اسی موضوع پر بحث کیا گیا اور دینی اور اخلاقی مسائل، اور اسلام اور پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کی تشکیل دی گئی۔ ہمارے ممدوح شاعر بھی قرآن کریم اور اس کے مضامین، اور صحابہ کرام کی مثالوں سے الہام لیتے رہے۔ ان میں سے ایک مثال شاعر حسان بن ثابت ہیں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شاعر تھے اور ان کی بہت سی شاعری موجود ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے امیّہ بن صلت کی شاعری پر اظہار استحسان کیا، کیسے؟ یہ کہہ کر کہ "عربوں کو شعر کی طاقت کو نہیں چھوڑنا چاہیے جیسے اونٹ اپنے نوزائیدہ بچے کو نہیں چھوڑتا"[7]۔ یہ اظہار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں شاعری کی اہمیت کی تصدیق ہے جو ان کے قوم کی شناختی بات ہوتی تھی، لیکن انہوں نے اس شناخت کو اسلام کی خدمت کے لئے استعمال کیا اور فضائل کو لوگوں کے درمیان پھیلایا ہم دیکھتے ہیں کہ عربی شعرا کو کیسی شہرت حاصل ہوئی ہے، مثلاً: ابو العتاھیۃ، ابی تمام، المتنبی، العماد الاصفھانی وغیرہ۔

اسلام شاعری کو حرام قرار نہیں دیتا بلکہ بھلائی اور خیر کے کام کے طور پر دین حق کی ترویج کے لیے ابھارتا ہے کہ شاعری کی جائے۔ جیسا کہ دعوت دین کے باقی ذرائع استعمال کئے جاتے ہیں۔ شاعری ان ذرائع میں سے ایک ذریعہ ہے۔ اسی بنیاد پر شاعری کے ذریعے بعض ایسے امور انسان پر واضح ہو جاتے ہیں، جو کسی اور ذریعے سے ممکن نہیں۔[8]

شعر نے صرف شاعری کو ہی نہیں بلکہ روشنی کی ایک مہم بنایا۔ دعوتِ تعلیم عقائد ایک عام لوگوں کو ان کی دینی معلومات، عقائد، اور شریعت کی سمجھ میں مدد کرنے کا اہم ذریعہ بنا۔ شعر نے انسانوں کو اسلامی دعوت کے لئے ایک قوی اور متحرک کردار دینے کے لئے ایک دلچسپ طریقہ فراہم کیا۔ یہ انسانوں کو کچھ اہم حقائق، خیالات، اور نظریات فراہم کرتا ہے، اور ان کی آراء اور تصورات کو بہتر طریقے سے سمجھنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔

اس دوران میں انسانوں میں ادب کی اہمیت بڑھ گئی اور اسلامی ادب کو نئے اصول اور معیارات کے ساتھ نوازا گیا۔ یہ دور ادب کو نئے معیارات اور اصول کی طرف متوجہ کرتا ہے جو اسلامی اصول اور معیارات سے متفق ہیں۔ اس دوران ادب نے انسانی زندگی، معاشرت اور انسانیت کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کی، جیسا کہ سید قطب نے کہا: "جدید نظام کی تعبیر اسلامی مشاعر کے ساتھ جڑے رہنے سے ہی ممکن ہے"۔[9]

اسلامی ادب انسانی زندگی، اخلاقی اصول اور واقعیتوں کو شامل کرتا ہے۔ یہ زندگی کی خوبصورتی، صفایاں اور حسن کو ظاہر کرتا ہے۔[10] اسلامی ادب ایک مکمل زندگی کی راہنمائی کرتا ہے، جو انسانی نفس، اخلاقیات اور زندگی کے فعال عوامل کو پر امن اور بہتر بناتا ہے۔ اسلامی ادب میں شاعر اپنے ملت کی تعبیر، وضاحت اور اسلامی احساس کو ظاہر کرتا ہے۔ اس کے باعث انسان کی تعبیر اور احساس کی بھی وضاحت ہوتی ہے۔ یہ شاعر اپنی معیشت اور زندگی کی بناوٹ پر غور کرتا ہے۔ اسی طرح شاعر اپنے مواقف، اظہارات اور ذاتیت میں اپنے معیارات اور اصول کی وضاحت کرتا ہے۔[11]

شاعر اسلامی ادب میں اپنے معیارات اور اصول کی وضاحت کرتا ہے۔ انہیں اسلامی احساس اور قیمتوں کی پیروی کرنے کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ اس کی موجودگی معاشرتی اور اخلاقی معیارات کو بہتر بناتی ہے اور انسانیت میں بہتری لاتی ہے۔ اسلامی ادب انسانیت کے لئے راہنمائی کرتا ہے اور اس کے نصائح اور تربیتی عوامل انسان کی زندگی کو بہتر بناتے ہیں۔[12] اسلامی ادب کا مقصد انسان کی معرفت اور انسانی حقوق کی اہمیت کو سمجھانا ہے۔ اسلامی ادب انسانیت کی ترقی اور فراہمی میں معاونت کرتا ہے اور انسان کو انسانیت کی حقیقت سمجھنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ انسانیت کی بناوٹ پر غور کرتا ہے اور انسانی زندگی کے معیارات اور اصولوں کی بناوٹ کرتا ہے۔ اسی لئے اسلامی ادب کا شعر انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کو شامل کرتا ہے اور انسان کی زندگی کے تمام جوہری اور قیمتی پہلوؤں کو پرورش دیتا ہے۔[13]

ادب اور فن کی اطاعت مذہب کے ساتھ اسلام کی شروعات سے ہی رہی ہے، جہاں اسلامی شاعران اپنی شاعری میں نئی اقدار کو بیان کرتے رہے جو اسلامی دعوت کے ساتھ آئیں۔ یہ نئی اقدار نکی میں پرانی اقدار کی جگہ لے گئیں، جہاں منفی مفاہیم مثبت اسلامی مفاہیم میں تبدیل ہو گئیں۔ مگر، شاعری کی شکل جو کہ اصولی روپ میں رہی، ویسی ہی رہی۔ لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ ادب اور فن نے اپنی مذہبی اطاعت میں اضافہ کیا[14]، اور یہ مظاہر کرتا ہے کہ اسلامی ادب کی اطاعت کی اہمیت۔ یہ تصور آئیتاز کرتا ہے کہ لوگوں کو مثبت خیالات اور اقدار کی ضرورت ہے جن پر وہ اپنی زندگیوں کو بنا سکیں۔[15]

"انسانیت اس زندگی میں ہے، اور جو معنوں کو حاصل کرتا ہے، وہ انسانیت میں ذریعہ، حرکت کی مادہ، خود اور معاشرت کی تعمیر کے لئے بنیادی اصول کے معیارات کے ساتھ۔"[16]

"اسلامی ادب میں شعر کی موجودگی نئی اہم قیمتوں کو ظاہر کرتی ہے، جو اسلامی روح کی مثبت تصورات کو بیان کرتی ہیں، لہٰذا یہ احساس یا اسلامی تاثر ہے اور اسلامی فکری مفہوم کو ظاہر کرتا ہے یا اس کی سر اگ اور اس کو بلند کرتا ہے، لہٰذا جو اسلامی ادب کو دوسرے ادبوں اور فنون کے بنیادی موضوعات سے مختلف، مثبت روشنیاں چھڑکتا ہے، اسے 'اسلامی عاطفہ' یا 'اسلامی تاثر' کہا جاتا ہے، اور اسلامی فکری مفہومات کو اظہار کرتا ہے یا ان کی دعوت دیتا ہے، لہٰذا وہ دوسرے ادب کے معیاری مواد اور فنون سے مختلف، منصفانہ اور اصلی طرح سے نکلتا ہے۔"[17]

اسلامی رجحانات کے مصادر اور غازی الجمل کی شاعری:

اس دور میں، بہت سے شاعر ظاہر ہوئے جنہوں نے اسلامی فکر کو شعر میں بیان کیا۔ ان میں سے ایک شاعر غازی الجمل ہیں، جن پر یہ مطالعہ مشتمل ہے۔ وہ وہ شاعر ہیں جو ارد گرد ہونے والے واقعات سے بہت متاثر ہوئے، اور جو ان کی شاعری کو پڑھتا ہے، اسے عرب

اسلامی امت کی حقیقت کا علم ہوتا ہے، اور جو قومیں اس پر حملہ آور ہوئیں اور اس پر بات ہوتی ہے، اس لئے وہ اپنے بچوں کو، اپنی شاعری میں قرآن کریم اور حدیث نبویہ کے آیات کو ملاحظہ کرتے ہوئے اور اسلامی تاریخ کے حوالے سے بھی ان کی ضرورتوں کی سمجھ دیتے ہیں اور ان کو ان کے گہرے نیند سے جگاتے ہیں، اور انہیں آگے بڑھنے اور بدترین چیزوں سے دور رہنے کی ترغیب دیتے ہیں۔

اور یہاں ہم وہ مراجع ذکر کریں گے، جن پر شاعر نے اپنی دعوت اور شاعری کو مبنی کیا۔

قرآن مجید:

شاعر غازی الجمل نے اپنی شاعری میں قرآن مجید کی آیات اور الفاظ کا بہت سا استعمال کیا جو دعوتی امور اور اسلامی مضامین میں آئے ہیں، لہٰذا ان کی شاعری میں "**وخذ بیمینک القرآن**" (الفرقان: 69) کے کلمات کا استعمال کیا۔[18]

بربك قف وقل يا قوم هيا		نزف المجد للدنيا عليا
وخذ بيمينك القرآن		يزين القلب إشعاعا سنيًا
ونارا تحرق الكفار حرقا		وتكوي الظلم والظلام كيا
بهذا الدين ننجو من شقاء		ونطوي يا أخي الأرضين طيا
فعش في لذة الإيمان حرًا		ووش النفس ثوبًا سندسيًا
وتابع هدي أحمَد بالتزام		وكل من ينعه رطبًا جنيا
تعش في هذه الدنيا كريما		وتحيا في الورى عيشا هنيا

اردو میں ترجمہ:

پروردگار کے نام پر کھڑے ہو جاؤ اور کہو اے قوم! آؤ
عظمت کا انگوٹھا دنیا پر رکھیں۔
اور اپنے دائیں ہاتھ میں قرآن پکڑو
جو دل کو روشنی سے بھر دیتا ہے
اور ایک آگ ہے جو کافروں کو جلاتی ہے
اور ظلم اور اندھیرے کو سوز دیتی ہے
اس دین کے ذریعے ہم بدقسمتی سے بچتے ہیں
اور اے بھائی! دونوں زمینیں چھپ جاتی ہیں
پھر ایمان کی لذت میں آزاد رہو
اور نفس کو سندسی کا کپڑا پہناؤ
اور احمد کے رہنمائی کو پیروی کرو
اور جو شخص اسے پر ان چھڑکتا ہے وہ میں دانا ہوتا ہے
تم اس دنیا میں نجیب بن کر رہو
اور دنیا کی زندگی میں خوشی سے رہو۔"

شاعر غازی الجمل بہت سی قرآنی الفاظ کو اپنی شاعری کے مضامین میں شامل کرتے ہیں، جیسا کہ ان کی قصیدہ "کتاب اللہ" میں

آیا ہے۔

حضرت محمد ﷺ کی سنت نبویہ:

شاعر احادیث نبویہ کو بہت زیادہ استعمال کرتے ہیں، جو "قرآن کریم کی تفسیر کرتے ہیں اور اس کے حدود کی وضاحت کرتے ہیں، اور احکام کو واضح کرتے ہیں۔"[19]

انہوں نے ان احادیث کو اسلام کی دعوت میں، فضائل کو پھیلانے میں، برہنگیوں سے روکنے میں استعمال کیا، اور ہمارے نبی محمد ﷺ اور صحابہ، ہمارے لئے نمونہ ہیں۔ اور ان باتوں کی تصدیق کرنے کے لیے، شاعر کے دیوان میں کچھ مواد آیا، جو کہ احادیث نبویہ الشریفہ کے آئینہ میں بیان یا اس کے ذکر کرتے ہیں۔

اور جسے شاعر نے اپنے دوستوں کی یوگوسلاویہ سے الوداع کے موقع پر ترتیب دیا، اور جس کے ذریعے اللہ کی برکتوں کا ذکر کیا گیا، جو سب موجود تھے، اپنے قصیدے "فراق"[20] میں، جس میں انہوں نے انہیں زمین کے پاک ترین مقام پر عرفات کی پہاڑی پر اکٹھے کیا تاکہ وہ اللہ کے ساتھ نیا عہد کریں، اور اسلام کا جھنڈا بلند کریں۔ اور شاعر نے حضرت جبرئیل کے آنے اور روانہ ہونے کے دن کی اہمیت کو نبوی حدیث میں اشارہ کیا:

عن جابر بن عبد اللہ: إذا کان یوم عرفۃ إن اللہ ینزل إلی السماء فیباھی بھم الملائکۃ... "[21]

ترجمہ:

"جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے: جب عرفات کا دن آتا ہے تو اللہ آسمان کی طرف نازل ہوتا ہے اور فرشتے بازو باندھتے ہیں۔"

فيا أهلي وأهل الدين أهلي		وداعاً حائراً أسفاً حزينا
عسى نلتقى الأحبة ذات يوم		على طهر الحديث محلقينا
عسى نلقى الأحبة ذات يوم		على عرفات بين الزائرينا
عسى أن نلتقى جندا بجيش		لنرفع راية الإسلام دينا۔

ترجمہ اشعار:

"اے میرے اہل اور مذہب کے اہل، میرے اہل
خدا حافظ، بے راہ ہو کر دکھی اور غمگیں

شاید کبھی ہم دوستوں سے ملیں ایک دن
حدیث کے زمرے میں اڑ کر

شاید کبھی ہم دوستوں سے ملیں ایک دن
زائرین کے درمیان عرفات میں

شاید ہم جندوں میں ملیں ایک دن

کہ ہم اسلام کا پرچم بلند کریں

اسلامی تاریخ:

شاعر غازی الجمل تاریخ اسلامی کو اپنی شاعری میں استعمال کرتے ہیں اور اس کی قدرتیں، جو انہوں نے ایک دلچسپ روایتی، سماجی، اور ثقافتی اثرات کے حوالے سے بنایا ہے، ایساہی شاعر غازی الجمل اسلامی تاریخ کے ساتھ اپنے قومی تاریخ کو سازگار بناتا ہے۔

عربی اسلامیت کو پہچانا اور اس کے موجودہ حال کو سمجھنے اور اس کے مستقبل کی تلاش کرنے میں اپنی طاقتیں مضبوط کرتا ہے۔ اس نے اپنے شعر کے ذریعے اس امت کی طاقت، اور مشکلات کو بیان کیا، "وہ قوم جو اپنے ذاتی ہونے کا سفر کرتی ہے، اور جو اسلامیت کو اپنی زندگی کا مرکز بناتی ہے، وہی وہ قوم ہے جو 45 سال کے عذاب کے بعد اپنی تاریخ کو جانتی ہے، اور اپنے ماضی کو سمجھتی ہے، اور اپنے حال کو تشریح کرتی ہے، اور اپنے مستقبل کی تلاش کرتی ہے۔"[22]

مکہ سے المدینہ، جہاں انہوں نے اپنی مسجد کی تعمیر کی، اور مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارے کا فروغ دیا، اسلامیت کی اتحادیت اور ان کے کلمہ کے اجتماع کی طرف کام کیا، جیسا کہ اللہ کی طرف سے امر ہے: "واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا"[23]۔ اسی طرح، ان شاعروں نے بھی اپنے پیغام کو اسلامیت کی طرف موجودہ دعوتی روایت سے منسلک کیا۔[24]

إيه صحبي سددوا خطوكم		إن من سار على الدرب وصل
فكروا فيمن مضى قبلكم		إن في التاريخ تذكار جلل
إيه صحبي جمعوا شملكم		إنما الفرقة تودي للفشل

ترجمہ:

اے دوست، اپنے قدموں کو مستقیم بناؤ۔

کیونکہ جو لوگ راہ پر چلتے ہیں وہ مقصد تک پہنچتے ہیں۔

سوچو ان لوگوں کے بارے میں جو پہلے گزر چکے ہیں۔

کیونکہ تاریخ میں عبرت انگیز سبق ہوتا ہے۔

اے دوست، اپنے مشترکہ دفعہ کو جمع کرو۔

کیونکہ الگ ہونا، ناکامی کی طرف لے جاتی ہے۔

ایسے ہی، شاعر اہم فرد کو یاد کرتا ہے، جو ہماری فوجی اور جہادی تاریخ میں ایک اہم شخصیت تھی، قائد صلاح الدین ایوبی اور ان کا کردار المسجد الاقصی میں۔ شاعر خیال کے خالص پن میں، جس سے اپنے اشتیاق کو بیان کیا، صلاح الدین کو بلاتا ہے کہ وہ اٹھ کر قدس کو یہودیوں کے گرفت سے بچائے۔ وہ کہتا ہے: " قائد صلاح الدین کو بلائو تاکہ وہ اٹھ کر قدس کو یہودیوں کے ہاتھوں بچالے۔"

شاعر کہتے ہیں:[25]

قم يا (صلاح) اجب مسرى رسولك قم		فما سواک لدی الجلی يوافيه
هاهم جنودك فوق الخيل قد وثبوا		والسهم في القوس مشدود ليرميه

والكل يرقب أمرا من أوامركم		رهن الإشارة يسعى كي يلبيه
فالحق هز ليوثا في معاقلها		فآثرت أن تعيد اليوم ماضية

ترجمہ:

اٹھو، اے (صلاح)، رسول کے پیغمبر، اٹھو۔

کیونکہ تیرے سوا کوئی نہیں جو انجمن کو پورا کرے گا۔

تیرے فوجی گھوڑوں پر چڑھ گئے ہیں۔

اور تیرے کمان میں تیرا تیر کھینچ کر ان کو مارے گا۔

اور سب تمہاری ہدایات کی آمد کا انتظار کر رہے ہیں۔

ایثوار کی نشانی کے ذریعے وہ تمہاری فرمان بجھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

اسلیے حقیقت معقل میں اپنے شیر کو لرزانے دے۔

تو نے آج اُس پرانی بات کو دوبارہ زندہ کرنے کو ترجیح دی۔

حاصلِ تحقیق:

اس مطالعے سے نتائج کا اہم ترین حصہ مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ شاعر غازی الجمل نے اعلی اسلامی حس پائی، جو اسلامی عقائد اور اصولوں کی مضبوطی سے متاثر تھی، اور اپنے وطن کو پیار اور اس کا دفاع کیا۔ ان کی ادبی اور علمی شخصیت کی تشکیل، انہوں نے اسلامی تعلیمات اور اصولوں سے حاصل کی، جس نے ان کی شعری مجموعے کو ایک جادوئی مقام دیا۔

2۔ شاعر نے قدیم شعرا کی شاعری سے استفادہ کیا، اس لئے ان کی شاعری بھی سیدھی اور تصویری ہے۔

3۔ یہ مطالعہ ہمیں شاعر کی اسلامی، سیاسی اور ثقافتی فہم اور دور کی حس کا اظہار کرتا ہے۔

4۔ یہ مطالعہ غازی الجمل کی شاعری اور اسلامی شاعری کی ذاتیت کے ایک اعلی مقام کا تصور دیتا ہے۔

5۔ شاعر کی زبان میں دینی الفاظ کا زیادہ استعمال ہوتا ہے، جو اسلامی موضوعات کے حقیقی موضوع کی وضاحت کرتا ہے۔ اس مطالعے کے ذریعے، شاعر کی اسلامی دلچسپیوں کی وضاحت ہوتی ہے۔ اسلامی ادب انسانی ادب ہے جو افراد اور معاشرے کی ترقی اور بہتری کی جانب اشارہ کرتا ہے۔

حوالہ جات:

لبید بن ربیعہ العامری کے قصیدہ کا شعر ہے۔

"الا کل شیٔ ماخلا اللہ باطل   وکل نعیم لا محالۃ زائل

(ترجمہ: خبردار! اللہ کے علاوہ ہر چیز جھوٹ ہے۔ اور ہر نعمت آخر میں ختم ہونے والی ہے۔) "[20]

اسلام اور معلقات:

76 (1)

---

[1] انظر: محمد عمر حمادة، موسوعة أعلام فلسطين في القرن العشرين.(سوريا، دار الوثائق للطبع والنشر والتوزيع، 2000). انظر: محمد حسن المشايخ، الأدب والأدباء والكتاب المعاصرون في الأردن، (عمان، مطابع الدستور،ط1، 1989م)، ص217 . وانظر: عمر عبد الرحمن الساريسي، قراءات نقدية،(عمان، مركز الكتاب الأكاديمي، ط1، مجلد1، 2015)، ص119.

[2] حاتم بن عبد الله الحصيني، معالم الشخصية المستنبطة من سير الصحابة الكرام - من كتاب سير أعلام النبلاء وأساليب تنميتها لدى المعلم، أطروحة دكتوراه.) جامعة أم القرى، مكة المكرمة، 1434)، ص4.

[3] د. محد أحمد ربيع،الحس الإسلامي في شعر غازي الجمل ديوان (دمع اليراغ نموذجا)، مجلة برجس: المجلد7، العدد 1 يناير-يونيو2020، ص.117-118

[4] أبو علي الحسن ابن رشيق القيرواني، العمدة في محاسن الشعر وآدابه ونقده،تحقيق: محمد محي الدين عبد الحميد، (بيروت، دار الجيل، ط2، الجزء1، 1963)، ص153.

[5] ابن سلام الجمحي، طبقات فحول الشعراء،(دار المعارف، القابرة، 1952)، ص24.

[6] عبد القادر المازني، الشعر غاياته ووسائطه، تحقيق: فائز ترحيبي، بيروت، دار الفكر اللبناني، ط2، 1990)، ص.99

[7] - القيرواني، العمدة في محاسن الشعر، ص30.

[8] بهجت مهجر حبش الطعمة، الدعوة إلى رابطة العقيدة في شعر عصر النبوة ودورها في تشكيل الوعي الاجتماعي، مجلة آداب البصرة، العدد 83 (2018): ص241.

[9] سيد قطب، في التاريخ فكرة ومنهاج،(بيروت، دار الشروق، 1995)، ص15.

[10] محمد قطب، منهج الفن الإسلامي، (بيروت، دار الشروق، ط8، 1993)، ص.119

[11] نجيب الكيلاني، الإسلام والمذاهب الأدبية، (ليبيا، مكتبة النور، 1963)، ص35.

[12] محمد المنتصر الرسبوني، معالم الانتماء والالتزام في الفكر الإسلامي،مجلة الفيصل السعودية،(1997): ع 234، ص20.

[13] انظر: سيد قطب، النقد الأديب أصوله ومناهجه، (بيروت، دائرة الشروق، 1956) ص،56 وانظر: عماد الدين خليل، في النقد الإسلامي المعاصر،(بيروت، مؤسسة الرسالة، 1972)، ص169.

[14] ناصر عبد الرحمن الخنين، الالتزام الإسلامي في الشعر،(الرياض، دار الأصالة، 1408)، ص. 38

[15] المرجع السابق، ص40.

[16] شلتاع عبود شراد، القيم الفكرية في الأدب الإسلامي، مجلة الفيصل السعودية، ع 164،(1989): ص.7

[17] صالح آدم بيلر، من قضايا الأدب الإسلامي، (جدة، دار المنارة للنشر، ط1، 1985)، ص.78

[18] غازي الجمل، ديوان دمع اليراع، دار عمار،(عمان- اردن، دار عمار ط1، 1988)، ص102-103.

[19] شوقي ضيف، تاريخ الأدب العربي، العصر الإسلامي، (مصر، دار المعارف، ط4، 1982)، ص41.

[20] الجمل، ديوانه، ص .96-98

[21] محمد ناصر الدين الألباني، صحيح ابن خزيمة،(المكتب الإسلامي، ط1، 1980)، ص2840.

[22] راغب السرجاني، الموسوعة الميسرة في التاريخ الإسلامي،(مصر، مؤسسة اقرأ، ط7، 2007)، ص3.

[23] سورة آل عمران، آية:103.

[24] الجمل، ديوانه، ص.104

[25] الجمل، ديوانه، ص. 37-36